مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان
ہفت روزہ

ختمِ نبوّت

کراچی

صرف اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں مدد کرتا ہے

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶ رمضان تا ۲ شوال ۱۴۰۳ھ بمطابق ۹ تا ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء

شمارہ ۲

خصائل نبوی بر شمائل ترمذی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری رحمہ اللہ

۳۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا شریک عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا اَنَا فَلَا آکُلُ مُتَّکِئًا۔

۴۔ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مہدی حدثنا سفیان عن علی ابن الاقمر قال سمعت ابا جحیفۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا آکُلُ مُتَّکِئًا

۳ و ۴۔ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

فائدہ: اس لیے کہ یہ صورت تواضع کے خلاف ہونے کے علاوہ بہت کھانا کھانے کی طرف مُغیر ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ بھی بڑھ جاتا ہے اور بسرعت ہضم بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اپنا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ارشاد فرمایا تاکہ اس کا اتباع کیا جائے۔

۳ حدثنا سلمۃ بن شبیب انبانا عبد اللہ بن ابراہیم المدنی حدثنا اسحٰق ابن محمد الانصاری عن ربیح بن عبد الرحمٰن بن ابی سعید عن ابیہ عن جدہٖ ابی سعید الخدری قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ احْتَبٰی بِیَدَیْہِ

۳ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوٹ مار کر تشریف رکھتے تھے۔

فائدہ: گوٹ مار کر بیٹھنا یہ کہلاتا ہے کہ دونوں گھٹنوں کو کھڑا کرکے سُرین کے بل بیٹھے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ کرے لبا اوقات بجائے ہاتھوں کے کپڑا لنگی عمامہ وغیرہ اس طرح لپیٹا جاتا ہے کہ کمر اور پنڈلیوں پر لپٹ جائے۔ یہ ہیئت تواضع اور مسکنت کی نشست ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی۔ لیکن یہ مقصود نہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس لیے اب ابوداؤد کی اس روایت سے کچھ خلاف نہیں رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد شریف میں چارزانو تشریف رکھتے تھے۔ ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی خلاف نہیں رہا جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ اس طرح بیٹھنے میں علاوہ تواضع اور انکسار کے راحت بھی ہے اس لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ گوٹ مار کر بیٹھنا عرب کی دیواریں ہیں۔ یعنی جنگل میں چونکہ دیواریں نہیں ہوتیں جس سے سہارا ہو سکے اس لیے یہ قائم مقام دیوار کے ہے۔ لبا اوقات بجائے ہاتھوں کے کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے جو مزید راحت کا سبب ہوتا ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

منیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔اے۔ ایل۔ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ	۷۰ روپیہ
ششماہی	۳۵ روپیہ
سہ ماہی	۲۰ روپیہ

برائے بیرون ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپیہ
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، ابوظہبی، اردن اور شام	۲۲۵ روپیہ
یورپ	۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۸۰ روپیہ
افریقہ	۳۱۰ روپیہ
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی ۳

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ حکیم الحسن نوری انجمن پریس کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲/۱۲ ساڑھے دولت ایم اے جناح روڈ کراچی

فہرست

۱۔ خصائل نبوی بر شمائل ترمذی
حضرت شیخ الحدیث ۲

۲ افادات عارفی
محمد جمیل خان ۴

۳ ابتدائیہ
چشتی صابری ۵

۴ مرزا کی روحانیت
قاری محمد طیب مدظلہ ۷

۵ تحقیقاتی عدالت
مولانا تاج محمد صاحب ۱۱

۶ عید الفطر
حضرت مفتی محمد اسرائیل صاحب ۱۷

۷ چند گذارشات
سعید الرحمٰن علوی ۱۹

۸ سازِ شکستہ
چشتی صابری ۲۱

کتابت
محمد عبدالستار واحدی
غلام الیٰسین تبسم

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

افادات عارفی

ضبط و ترتیب محمد جمیل خان

اخلاق درست نہ ہوں تو معاشرہ صحیح نہیں ہو سکتا

عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی مدظلہ

فرمایا:۔ اسلام کے چار جزئیات ہیں۔ عقائد۔ اعمال معاشرہ اور اخلاق۔ اگر اخلاق درست نہ ہوں تو معاشرہ صحیح نہیں ہو سکتا اب دیکھئے کپڑا انسان کی حاجت اور ضرورت کی چیز ہے۔ اس کو اگر دوسرے کے دکھانے کے لئے پہنے تو اپنی حاجت کی چیز کو خود پسندی اور ریاکاری کی بناء پر برباد کر دیا اگر ہر چیز کے اندر ریاکاری خود پسندی حب جاہ اور فریب دہی کریں تو معاشرہ کیسے جمع ہو گا۔ جس سے معاملہ کریں گے بدگمانی کریں گے اپنا نفع زیادہ دیکھیں گے۔ چاہے دوسرے کا نقصان ہو۔ دفاتر میں دیکھیں تو تکبر اور مستی ہی نظر آئے گی ہر ایک فرعون بنا بیٹھا ہے۔ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی نیت کر کے بیٹھے ہیں اور رشوت خوری کریں گے تو کیسے دفاتر کا ماحول اور تجارت ٹھیک ہو گا مخلوط تعلیم عام ہے جذبات کا میل جول ہے کون سا اخلاقی دباؤ ہے کہ ان کے جذبات خراب نہ ہوں تو کیسے معاشرہ جمع ہو گا چنانچہ دباؤ اور خوف نہ ہو تو ہر چیز بگڑتی ہے یہ نفس کے رذائل ہر جگہ خرابی کے محرکات ہیں اسی طرح عبادات بھی انہی رذائل سے نفسانیت اور ریاکاری سے خراب ہو رہی ہیں اور بدعات اور فرقہ بندی اسی وجہ سے ہو رہی ہیں تو جب تمام چیزیں خراب ہو گئیں تو ایمان ضعیف ہو گیا۔ ایمان کی قوت منحصر ہے اخلاص پہ تو اخلاص کہاں سے آئے گا ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ اگر تم کو عبادات میں لطف لگے تو ٹھیک ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس عبادت کا مصرف کیا ہے ثواب جو حاصل کیا اس کا مصرف کیا ہے جس طرح تجارت سے نفع کمایا تو بتاؤ اس کمائی کا مصرف کیا ہے۔ کیا اس لئے روپیہ ملا کہ شادی کے اسراف اور فضولیات رسم و رواج پہ ختم کر دیں۔ ایک مسئلہ بھی سن لو کہ اگر کسی شخص کو یہ پتہ چلے کہ قرض لینے والا شادی کے اسراف اور رسم و رواج کے لئے قرض مانگ رہا ہو تو قرض دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں گناہ میں معاون اور مددگار بن جائے گا۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس روپیہ کو اللہ کی اطاعت میں کتنا خرچ کیا اور نفسانیت پہ کتنا خرچ کیا تو اصل چیز یہ دیکھنی ہے کہ مصرف کیا ہے اگر مصرف صحیح نہیں ہے تو تمام آمدنی خراب اور بیکار اگرچہ آمدنی حلال ہی ہو اور اگر اللہ کی اطاعت کے مطابق مصرف ہو تو برکت والی آمدنی اور اگر نفسانیت اور حب جاہ اور تکبر کے لئے ہو تو یہ حلال آمدنی بھی دوزخ کا سامان ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین

بعدہ

عید الفطر کا دن

ہمارے لیے عیش ونشاط کا دن تھا۔۔۔۔۔۔

رمضان المبارک کا مہینہ گذرنے کو ہے۔ عید آنے والی ہے اور آ جائے گی۔ خوش آمدید کہنے والوں کے چہرے ابھی سے مسکرا رہے ہیں۔ بچے، بوڑھے اور جوان سب ہی اس دن کے انتظار میں ہیں وہ الانتظار اشد من الموت کے مطابق وقت گذاری میں مصروف ہیں۔ رمضان کی وجہ سے عام سڑکوں اور بازاروں پر جو سرد مہری چھائی ہوئی تھی قریب، قریب ختم ہو چکی ہے۔ روز بروز دھوم دھام اور ریل پیل میں اضافہ ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاں سال بھر میں کچھ ایسے دن مخصوص ہوتے ہیں۔ جنہیں بطور جشن منایا جاتا ہے اور کسی قومی یادگار کی بنا پر انہیں عزیز بھی رکھا جاتا ہے۔ جشن کا دن اپنے ساتھ ہر قسم کا سرور، انبساط اور عیش و نشاط لے کر آتا ہے۔

جہاں تک مسلم قوم کا تعلق ہے۔ اس قوم کا مرنا جینا جشن اور ماتم خوشی اور غم، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا غرضیکہ زندگی کی ہر حرکت و سکنت صرف خداوند قدوس کی رضا کے لئے ہونی چاہیئے۔۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ اور ہوتی تھی۔

"قل ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہٗ وبذلک امرتُ و انا اوّل المسلمین"

کہہ دیجئے کہ میری نماز، میرے اعمال میرا جینا اور مرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کے پروردگار ہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔ اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

غیر مسلم قومیں جشن مناتی ہیں۔ تو ظاہری اور دنیاوی لذائذ اور خواہشات نفس پورا کرنے کے لئے مگر مسلم قوم نے کبھی بھی خواہشاتِ نفس کو ترجیح نہیں دی۔ اس قوم کا سر ہمیشہ خدا کے سامنے جھکا رہا۔ اس کے ارادے مشیت خداوندی کے ماتحت رہے۔ اس قوم کے نزدیک عید کا تصور یہی رہا۔ کہ خداوند قدوس کی تقدیس سے اس کی زبان تر رہے اطاعت اس درجہ کی ہو کہ اُس کا حکم اور اس کا سر رہے۔۔۔۔

مسلمانوں کو اپنے پروردگار کی جانب سے شکر گذاری کے جشن کے لئے دو دن ملے۔ پہلا دن رمضان المبارک کے اختتام کا دن جو دراصل ان انعاماتِ الٰہیہ کی شکر گذاری کے لئے مخصوص ہے۔ جن میں سے سب سے بڑی نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا۔

" شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن "
رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کا نزول ہوا۔

جس وقت انسانیت کا چہرہ مسخ ہو چکا تھا ۔ ظلم و بربریت اپنے عروج پر تھی ۔ جہالت کے بادل پوری دنیا پر چھا چکے تھے ۔ قتل و غارتگری کا دور دورہ تھا ۔ وہ تمام کے تمام آثار مٹ چکے تھے۔ جنہیں اپنا کر کوئی مسافر صحیح سمت چل سکے.......... ایسے وقت میں دفعۃً یہ ہدایت و رہنمائی کا سورج طلوع ہوا۔ اندھیرے مٹتے چلے گئے ۔ مٹے ہوئے آثار شاہراہ بن کر سامنے آگئے........

یہ انقلاب کوئی معمولی نہیں تھا ۔ اس انقلاب کے اندر وہ قوت کارفرما تھی ۔ جس کی نہ کوئی نظیر ہے ۔ نہ کوئی مثیل ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے اثرات ہر طرف اتنے دور دور تک جا کر پھیلے جن کا اندازہ لگانا اگر نا ممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے ۔ اس جشن اول کے دوسرے محرک (Matime) کے متعلق ارشاد ہوا ۔ " لیلۃ القدر خیر من الف شھر "

اس عظیم انقلاب والی رات کی شان یہ ہے ۔ کہ ایک ہزار مہینے اس کے سامنے ہیچ ہیں ۔ اور اس انقلاب کا مقام یہ ہے ۔ کہ اب تا قیام قیامت اس کو مٹانے والا کوئی انقلاب نہیں آسکے گا۔ اور اس انقلاب کے نتیجہ میں جس امت کو تاج خلافت سے نوازا جا رہا ہے ۔ اس امت کی حیثیت یہ ہے ۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے انبیاء کرام اس دنیا میں تشریف لائے ۔ اور ان کی وجہ سے جتنی امتیں قائم ہوئیں ۔ ان تمام امتوں کے مقابلہ میں یہ امت زیادہ فضیلت اور قیمت والی ہے ۔ " وکذلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداً علی الناس "

حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور میں خلافت کی جو خبر دی گئی تھی ۔ اور جس کے مطابق امۃً بعد امۃ یہ خلافت منتقل ہوتی رہی ۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو اس کا مستحق قرار دیا گیا ۔ " یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین " بنی اسرائیل کا سر اس تاج خلافت سے ایک عرصہ تک آراستہ رہا ۔ ان کی عظمت پوری دنیا پر چھائی رہی لیکن اس ماہِ رمضان میں اس عظمت اور عزت کا اختتام ہوا ۔ تاج خلافت امت محمدیہ کے سر پر رکھ دی گئی ۔ بنی اسرائیل کو دنیا بھر میں جو فضیلت حاصل تھی ۔ اس سے کہیں بڑھ کر اس امت کو حاصل ہوئی ۔ رمضان کے بعد چونکہ شوال کا مہینہ شروع ہوتا ہے ۔ اس لئے شوال کے پہلے دن کو ان انعاماتِ الٰہیہ کی شکر گذاری کے لئے جشن قرار دیا گیا ۔ جن کی بناء پر یہ امت خیر الامم قرار دی گئی ۔

لیکن آج جشن کے اس دن میں ہمارے لئے کیا پیغام ہے.......... یہ عیش و نشاط کا دن تھا..... اب نہیں ، سرور و عشرت کا دن تھا..... لیکن..... اب نہیں رہا ۔ اس دن خوشیوں اور خوشحالیوں کے سارے دروازے کھل جاتے تھے ۔ اب ہمارے لیے نہیں کھلتے........ جب ہمارے سر تاج خلافت سے مزین تھے ۔ ہم غالب قوم کی حیثیت سے جی رہے تھے ۔ ہمیں حاکمانہ شان حاصل تھی ۔ دنیا بھر میں ہمارا فاتحانہ انداز تھا ۔ جاہ و جلال اور شان و شوکت ہماری ہر حرکت سے ٹپکتی تھی ۔ شجاعت ، اور بہادری میں ہم بے مثل تھے ۔ امانت و دیانت ہم میں کوٹ کوٹ کر بھری

ایک پُر مغز اور نتیجہ خیز مکالمہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت

از حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ دیوبند

دنیا میں حق و باطل کی معرکہ آرائی ہمیشہ سے رہی ہے اور تا اختتام دنیا رہیگی۔ خدائے حکیم نے عالم غیب میں ایک طرف تو ملائکہ جیسا گروہ پیدا فرمایا اور ایک طرف شیاطین کا خبیث گروہ بنایا اور باہم ان کو دست گریبان کر دیا۔ پھر عالم شہادت میں ادھر تو انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت اتاری اور ادھر دجالوں کی ملعون جماعت کھڑی کی اور ایک کو دوسرے کے مقابل صف آرا کر دیا۔ اسیطرح پھر دونوں سلسلوں کی امتیں اور جماعتیں مقابل بنا کر زمین پر پھیلا دیں۔ تاکہ حق و باطل، صدق و کذب، نیک و بد کی معرکہ آرائی ہوتی رہے۔ لیمیز اللہ الخبیث من الطیب تاکہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ و یجعل الخبیث بعضہ علیٰ کر دے اور ناپاکوں کو ایک دوسرے بعض فیرکمہ جمیعاً فیجعلہ سے ملا دے یعنی ان سب کو متصل فی جہنم اولٰئک ہم الخسرون کر دے پھر سب کو جہنم میں ڈال دے ایسے ہی لوگ بڑے خسارے میں ہیں۔

یہ دونوں جماعتیں اپنی اپنی شریعت و منہاج کی تبلیغ و ترویج کرتے ہوئے بسا اوقات باہم ٹکرا بھی پڑتی ہیں، کبھی قلم و زبان سے نبرد آزمائی ہو پڑتی ہے اور کبھی تیغ و سنان سے۔ لیکن انجام کار ہر ایک جنگ میں خدا اسی گروہ کو فتح و نصرت کی دولت سے مالا مال کرتا ہے۔ جس کے ہتھیاروں میں خدا ہی کی حقانی قوت کار فرما ہوتی ہے اور جبکے تمام اسلحہ خدا ہی کی نصرت و مدد کے اشارہ پر حرکت کرتے ہیں۔ پس حق کی تلوار باطل کی صفیں الٹ دیتی ہیں اور میدان صرف حق ہی کے ہاتھ رہ جاتا ہے۔

بل نقذف بالحق علی الباطل بلکہ ہم حق بات کو باطل پر پھینک فیدمغہ فاذا ہو زاہق مارتے ہیں سو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ سو وہ دفعتہً جاتا رہتا ہے۔

انہی معرکہ ہائے حق و باطل میں ایک زبردست معرکہ قلم و زبان وہ بھی ہے جو عہد رواں میں طائف قادیان اور علمائے حق میں چھڑا ہوا ہے۔ قادیانی باطل یا مرزائی کید نے مختلف الالوان قبائیں پہن کر اپنے کو خوش منظر بنایا اور مرزا صاحب کی ظلی مہدویت اور ظلی مسیحیت نے عوام کے سامنے نئے نئے رنگ کے لباسوں میں اپنے تئیں دل آویز، دلچسپ اور حق صورت اپنانیکی سعی کی تاکہ عوام الناس کی کم دیدگی سے کوئی معتدبہ فائدہ اٹھایا جا سکے (اور ہم سمجھتے ہیں کہ مرزائی بیت الال نے ایک حد تک ترقی بھی کی) لیکن حقانی اور ربانی علماء ان کے انداز قد کو ہر رنگ میں پہچانتے گئے، اور پھر اسی رنگ میں ان کے قمع مکائد کا طلسم کھولتے رہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

مرزا غلام احمد قادیانی کو علمائے حق کے مقابلے میں نہ صرف علوم شریعت اور قرآن و سنت کے مطالب و معانی ہی میں بار بار شکستیں کھانی پڑیں۔ بلکہ جب کبھی آپ نے اہل باطن و حقیقت اور صوفیانہ رنگ میں نمایاں ہو کر طریقت میں تلبیس کرنے کی ٹھانی ہے تو اللہ نے اپنے بعض اہل دل اور اہل باطن بندوں کے ذریعہ اس فریب کا بھی پردہ چاک کر دکھایا ہے۔ اور عالم پر واضح کر دیا ہے کہ یہ شرذمہ باطل اہل باطن کے گروہ میں نہیں ہے۔ بے باطن اہل بطن میں سے ہے۔

مرزا صاحب اپنی تبلیغ کے اس ابتدائی دور میں اب جب کہ آپ ترقی کر کے مہدی و مسیح کے دعوے تک نہیں پہنچے تھے بلکہ صرف مجددیت کے اعلان کو تحصیل مقاصد کے لئے کافی خیال کئے ہوئے تھے ، ایک دفعہ دجال کے گدھے (ریل) پر سوار ہو کر لاہور تشریف لائے ۔ پنجاب کے بہت سے محروم الہدایۃ تو انکی حرص جاہ و مال کا شکار ہوتے رہے لیکن بعض ایسے ثابت قدم اور راسخ العقیدہ لوگ بھی جن کی طرف اس قسم کی لغزشوں کا وہم بھی نہ ہو سکتا تھا مرزا صاحب کے دھوکے میں آ گئے۔

مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی (جو اپنی جماعت کے ایک مقتدر اور صاف باطن عالم ہیں) اس زمانہ میں لاہور تھے انہوں نے اپنی پاکیزہ باطنی کی وجہ سے مداہنت سے یہ خیال جما لیا کہ مرزا صاحب یقیناً کوئی غیر معمولی انسان اور بڑے شخص ہیں ۔ اگر مخلوق و عوام ان کی طرف مائل ہیں تو اس لئے کہ وہ میلان کے حقیقی محل ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے حضرت مولانا صدیق احمد صاحب انبیٹھوی (حضرت مولانا صدیق احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقتدر اور اہل باطن بزرگوں میں سے ہیں جو حضرت قطب عالم مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مایۂ ناز خلفاء میں سے تھے اور سلوک و طریقت میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے ۔ انکشافات و جلاء قلب میں آپ کی ایک ممتاز حیثیت تھی سیرالی اللہ کے مقامات جس تفصیل سے آپ پر منکشف ہوتے ہیں اتنے کسی فرد و جماعت پر نہیں ہوئے۔ افسوس ابھی ایک ہی سال گذرا کہ اس سرمایۂ کشوف و شہود کو عالم بالا نے ہم سے چھین لیا (یعنی جب یہ مضمون اول لکھا گیا تھا اس سے قبل مراد ہے گویا آج سے پچپن سال پہلے۔ حضرت مولانا کی اجمالی سوانح تذکرۃ الخلیل میں آ چکی ہے (نقل انا للہ و انا الیہ راجعون میں (یعنی فاضل جامع علامہ قاری طیب صاحب مدظلہ) درخواست کرتا ہوں کہ تمام ناظرین مضمون کچھ آیات قرآنی (کم از کم ۳ بار سورہ اخلاص ۔ ناقل) پڑھ کر مولانا کے لئے ایصال ثواب کریں) کو دعوت دی کہ آپ لاہور تشریف لاویں اور اس غیر معمولی انسان کی زیارت سے مشرف ہوں ۔ نیز اس دعوت نامہ میں مرزا صاحب کے بہت سے مدائح بیان کئے ۔

حضرت مولانا نے اس دعوت نامہ کا جواب لکھا جس کا خلاصہ میرے الفاظ میں درج ذیل ہے ۔

"عوام کی گرویدگی سے متاثر نہ ہوجئے۔ میں آپ کو اس مضمون کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو حضرت آیتہ من آیات اللہ مولانا محمد قاسم صاحب قدس اللہ سرہٗ نے ایک حدیث سے استنباط فرمایا ہے اور میں نے اس مضمون کو یا ان کے کسی وعظ میں یا درس میں خود انہی سے سنا ہے وہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی کو مقبول ٹھہراتے ہیں تو جبریل کو حکم فرماتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے محبت کی تو بھی اس سے محبت کر وہ آسمان ہفتم پر اس کا اعلان کرتے ہیں کہ فلاں شخص خدا کا محبوب ہے تم سب اس کی محبت کا دم بھرو پھر اس آسمان کے لوگ آسمان ششم پر یہی اعلان کرتے ہیں اور اس آسمان کے لوگ آسمان پنجم پر علیٰ ہذا ہر ماتحت آسمان ما فوق سے یہ محبت و مقبولیت تدریجاً چلتی ہے اور تمام آسمانوں میں اس بندہ کا قبول پھیل جاتا ہے۔ پھر آسمان دنیا سے یہ مقبولیت و محبت و برأت امور کے ذریعہ قلوب بنی آدم میں پھیلا دی جاتی ہے اور وہ شخص سارے عالم میں حسب مرتبہ مقبول ہو جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی یہ اعتراض فرمایا کہ دنیا میں تو یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے مقبولان بارگاہ مقبولان دنیا نہیں ہوتے اور کتنے ہی جاہ پرست اور عبدالدرہم والدنیا مقبول دنیا بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس سوال کا جواب خود حدیث ہی سے نکل رہا ہے۔ وہ یہ کہ حدیث میں تدریجی قبول کا ذکر فرمایا گیا ہے جو اوپر سے چلتا ہے اور نیچے تک آتا ہے اور خواص کائنات سے چل کر انتہا عوام میں آتا ہے ۔ یعنی اللہ کا محبوب پہلے اہل اللہ اور خواص میں مقبول ہوتا ہے پھر عوام میں ۔ اور برخلاف اس کے ایک غیر متدین کی مقبولیت ابتداً عوام میں پھیلتی ہے ۔ پس اگر قادیانی مکائد میں عوام کا لانعام پھنس گئے ہیں تو تم کیوں متاثر ہو اس کو دیکھ کر خواص اور علمائے حقانی نے اس کی ابتداء ہی پر اس کی انتہا کا حکم لگا دیا تھا۔"

اس واقعہ پر کچھ ایام گذر گئے مولوی مشتاق احمد صاحب کسی ضرورت سے لدھیانہ میں مقیم تھے کہ مرزا صاحب نے لدھیانہ میں ایک نکاح کیا اور اس تعلق سے مرزا صاحب بھی لدھیانہ میں مقیم تھے۔ اتفاقاً

حضرت مولانا صدیق احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اپنی کسی ضرورت سے لدھیانہ جانا پڑا اور مولوی مشتاق احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اب میں مرزا صاحب سے آپ کو ضرور ملاؤں گا۔ مولانا نے فرمایا۔ چنانچہ دونوں حضرات مرزا صاحب کے مکان پر پہنچے۔ مرزا صاحب زنانے میں تھے اطلاع کرائی گئی، باہر آئے مولانا سے ملاقات ہوئی۔ پہلے کچھ رسمی باتیں ہوتی رہیں۔ مجمع کثیر تھا اور مختلف قسم کے لوگ تھے آخرکار مولانا نے اس طرح مہر سکوت کو توڑا۔

مولانا جناب نے جو کچھ اشتہارات دیئے ہیں ان سے آپ کا یہ دعویٰ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس صدی کے مجدد ہیں اور جب کہ ایسا ہے تو میں آپ سے چند ایک سوالات رکھتا ہوں اگر فی الواقع آپ نے میری تشفی کر دی تو پھر میں نہ صرف آپ کو تسلیم کر لوں گا بلکہ آپ کی مجددیت کی تبلیغ کروں گا۔ اور میں ایک ایسے مردم خیز ضلع (سہارنپور) کا رہنے والا ہوں کہ اگر وہاں آپ کی شہرت ہو گئی تو ملک کے بیشتر مسلمان آپ کے حلقہ اطاعت میں آ جائیں گے۔

مرزا صاحب ہاں بیشک میں مجدد ہوں۔ آپ سوال کیجئے؟

مولانا یہ تو حدیث ہی سے ثابت ہے کہ ہر صدی کے سرے پر ایک مجدد دین آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مجددیت کا مرتبہ جو کچھ بھی ہے وہ ایک بلند پایۂ مرتبہ ہے مگر وہ کسب ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ گو اللہ کے علم میں مقدر ہے کہ وہ کس کا حصہ ہے مگر مجدد کو ابتداءً بلندی ہی کی طرح چلنا پڑتا ہے اور انتہاً وہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے مجھے آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ آپ جب تدریجی منازل طے کر کے ذکر و شغل کی برکت سے مقامات ولایتہ طے کر رہے تھے تو کن کن مقامات سے آپ کا گذر ہوا؟

یہ سوال میں اس لئے کر رہا ہوں کہ صاحب مقامات دو ہی قسم کے ہوتے ہیں یا وہ مغلوب الحال ہوتے ہیں یا مستقیم الحال۔ مغلوب الحال جو کچھ بھی غلبہ حال میں کہہ گذرتا ہے اس پر کوئی گرفت نہیں ہے کہ معذور ہے اور نہ اس کو تجدید کا مرتبہ مل سکتا ہے۔ بلکہ ارشاد و ہدایت کی کوئی خدمت بھی مغلوب الحال اور مغلوب کو نہیں مل سکتی۔ ہاں خدمات ارشاد مستقیم الحال کو دی جاتی ہیں اور وہ ہر بات استقامت سے کہتے ہیں۔ لیکن جب کہ آپ مجدد ہیں تو آپ استقامت کے ساتھ ہیں اس لئے آپ فرمایئے کہ آپ کن کن مقامات سے گذرے؟ پہلے کونسا مقام آیا اس کے بعد کونسا؟

ہر مقام پر آپ کی کیا کیفیت ہوئی تھی؟ یہی کیفیات آپ کی دلائل ہوں گی! جب کہ آپ مقام مجددیت پر پہنچے تو آپ پر کیا کیفیت طاری تھی؟ اور جب کہ آپ مجدد بنا دیئے گئے اور یہ منصب آپ کو مل چکا تو آپ کے باطن کو آپ کے ظاہر سے کیا تعلق تھا؟ پھر آپ کے باطن کو سارے عالم سے کیا تعلق تھا؟

مرزا صاحب بقول مولانا کے مرزا صاحب ایک عرصہ تک خاموش اور متحیر رہے سردی کا موسم تھا مگر پسینہ پسینہ ہو گئے پھر بولے اور بہت بولے، حاصل یہ تھا کہ بعض لوگوں کو بیل گاڑی یا چھکڑے میں سیر کراتے ہیں تو وہ تدریجاً سب کچھ دیکھتا جاتا ہے اور بعض لوگوں کو ریل میں بٹھا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتے ہیں۔ مجھے دوسری صورت سے سیر الی اللہ کرائی گئی ہے۔"

مولانا آپ نے صحیح فرمایا۔ اہل اللہ کی سیر کے یہ دونوں طریقے درست ہیں مگر ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک کی سیر اجمالی اور ایک کی تفصیلی۔ خواہ آپ چھکڑے میں گئے یا ریل میں مگر لائن تو ایک ہی تھی۔ سرعت رفتار اور بطوء رفتار کا فرق تھا۔ پس اگر مقامات کی تفصیل نہیں کر سکتے تو اجمال ہی بیان فرمادیں اور صاف صاف مسلمانوں کی طرح سیدھی سیدھی باتیں کہہ دیں کوئی پیچیدگی نہ ہو پائیں۔

اس پر مرزا صاحب قطعاً خاموش رہ گئے کوئی جواب انہیں بن آیا اور یک دم ساکت و متحیر رہ گئے۔ فبھت الذی کفر (پیمانے

[مر]زا صاحب کا گذرعلوی مقامات سے کہاں ہوا تھا جو وہ اظہار کرتے [ہیں]۔ ہے اگر سفلی مقامات کے متعلق پوچھا جاتا تو شاید لب کشائی [فر]ماتے)

مولانا (مولوی مشتاق احمد صاحب کو بربر مجلس خطاب [ف]رماکر) مجھے ان کا حال معلوم ہوگیا یہ تو کچھ بھی نہیں ہیں انہیں تو مقامات قرب میں سے کوئی سا بھی حصہ نہیں ملا۔

البتہ صاحب عوارف (المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی متوفی ۶۳۲ ہجری ناقل) لکھتے ہیں کہ ذکر و شغل کی جب ابتداء ہوتی ہے تو سالک کے لئے دو راہیں ہیں۔ ایک یہ کہ کشوف کونیہ (علوم خضریہ) کی طرف مائل ہو جاتی ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام کے علوم، حضرت عیسٰی علیہ السلام کے علوم تھے کہ آئندہ کی خبر دے دیں کچھ مغیبات پر مطلع کر دیا جیسے بعض اہل اللہ بطور پیشگوئی کہہ دیتے ہیں کہ کل کیا ہوگا وغیرہ اور دوسری صورت یہ ہے کہ قلب متوجہ باسم الذات ہو کر مقامات قرب میں ترقی کرتا رہے۔

تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے بلا رہبر طریق کے کچھ ریاضت کی ہے اور ان کی طبیعت کشوف کونیہ کی طرف مائل ہو گئی ہے۔ مخلوق کی گرویدگی کا تو اک درجہ میں سامان ہو گیا لیکن وہ خود رہنما ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے مقصود کو غیر مقصود سے متمیز نہ کر سکے اور انہی چیزوں میں رہ گئے۔

اسی پر مرزا صاحب گردن ہلا کر بولے کہ جی ہاں مجھے تو وہی علوم خضریہ اور کمالات عیسویہ دیئے گئے ہیں (بات سچی کی تھی آئندہ انہی کا مثیل بنا تھا مگر افسوس مرزا جی کو یہ اصطلاحی الفاظ بھی مولانا ہی کی تقریر سے معلوم ہو سکے)

مولانا جناب انہی صاحب عوارف نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ کشوف کونیہ مقصود سے الگ ہیں جو ان میں رہ گیا وہ مقصود سے رہ گیا اور اس کا کوئی رہبر نہ ہو تو بلا شبہ بھٹک گیا (صدائے برخاست) مولانا اٹھ کر چلے آئے۔ مولوی مشتاق احمد صاحب نے استغفار کیا اور اس تخیل سے بری ہو جانے اور استغفار کی طرف عود کر آنے پر حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ واللہ یہدی من یشآء الیٰ صراط مستقیم

یہ واقعہ میں نے خود حضرت مولانا کی زبان سے سنا اور جب ہی قلم بند کر لیا تھا۔ آج "تذکرۃ القاسم" کے لئے بطور عبرت کے پیش کر رہا ہوں تاکہ وہ ایک ایسے متنبی کاذب کی عیاریوں سے بچیں جو حقیقی علوم ظاہری و باطنی سے محروم ہی نہیں بلکہ اس میدان میں نہایت ہی عامیانہ اور جاہلانہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ جس سے اس کے فہم کا پردہ بھی فاش ہو جاتا ہے۔

پس جو علوم فہم اور استقامت کی دولت سے ہی محروم ہو اور پھر اوپر سے ضروریات دین کا بھی منکر ہو تو وہ اسلام ہی کے دائرہ میں نہیں، چہ جائیکہ وہ نبوۃ کی مسند نشینی کا بعد از ختم نبوۃ دعویٰ کرے یا تجدید دین کی صلاحیت رکھے۔

بقیہ عید الفطر

سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے بندو! مجھ سے مانگو میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم آج تم اس اجتماع میں اپنی آخرت کے بارے میں مجھ سے جو کچھ مانگو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا۔ میری عزت اور جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں اور کافروں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔ اب تم بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا۔ میں تم سے راضی ہو گیا۔ فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت مرحومہ کو عید کے دن ملتا ہے۔ خوشیاں مناتے ہیں۔ اور کھل جاتے ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس دن نہایت ہی انہماک اور دلجمعی کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت کریں۔ گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ جسطرح اس دن عبادت کی جزا زیادہ سے زیادہ ملتی ہے۔ اسی طرح گناہ کی سزا بھی زیادہ سے زیادہ ملتی ہے۔ خاص کر مروجہ محرمات

باقی صفحہ ۲۳ پر

تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء

اور

خلیفہ ربوہ اپنوں کی نظر میں

از حضرت مولانا تاج محمد صاحب مدرس مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے سابقہ عقائد کے خلاف جب غلط بیانی سے کام لیا۔ تو بعض قادیانی مبلغین ان کے بیان سے متنفر ہو کر مرزائیت سے تائب ہو گئے۔ اور بعض وہ جنہوں نے قادیانی تبلیغ کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی تھیں۔ قادیانی گروہ کو چھوڑ کر لاہوری گروپ سے مل گئے۔ جن میں سے ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب ساکن جھنگوڑی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ اور محمد صالح صاحب نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت تعلیم (تحریک جدید ربوہ) سرفہرست ہیں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف چودھری عبد اللہ خان صاحب برادر سر ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان کی مساعی سے قادیان گئے۔ خلیفہ ربوہ مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور حصول تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخل ہو گئے۔ تعلیم مکمل ہونے پر ڈاکٹر صاحب کو طرا۔ سنگا پور میں قادیانی مبلغ بنا کر بھیج دیا گیا۔ ساڑھے تین سال مبلغ کے طور پر وہاں کام کرتے رہے۔ اور مرزائی گھرانے میں ان کی شادی بھی ہو گئی۔ سنگا پور سے واپس آنے پر دہلی۔ آگرہ۔ لکھنؤ۔ شاہجہان پور وغیرہ میں بطور قادیانی مبلغ کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران ضلع سرگودھا میں خلیفہ ربوہ کی طرف سے تعینات تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ جب تحریک ختم ہو گئی۔ اور تحقیقاتی عدالت میں بیان شروع ہوئے۔ تو خلیفہ ربوہ مرزا محمود احمد کو بھی عدالت میں طلب کیا گیا۔ اور اُن کے بیانات قلمبند ہوئے۔ خلیفہ صاحب نے جو بیان عدالت میں دیا۔ وہ ایک ایسا بیان ہے جس نے مرزائیت کی بنیاد ہی اکھیڑ کر رکھ دی۔ ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب مرزا محمود احمد کے بیانات سے اتنے متنفر ہوئے کہ مرزائیت سے فوراً تائب ہو گئے۔ اور ان کے ساتھ ہی ان کی قادیانی بیوی نے بھی مرزائیت پر لعنت بھیجی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج کل ڈاکٹر صاحب موصوف اپنے آبائی گاؤں جھنگوڑی ضلع مظفر گڑھ میں جامعہ محمدیہ تعلیم القرآن کے پرنسپل ہیں۔ اور قادیانیت کے خلاف تیغ برّاں کا کام کر رہے ہیں۔

دوسرے صاحب محمد صالح نور صاحب ہیں۔ جنہوں نے تبلیغ قادیانیت کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی۔ اور وکالت تعلیم (تحریک جدید ربوہ) میں بطور کارکن اپنا کام سرانجام دیتے رہے۔ پیدائشی مرزائی تھے۔ ربوہ میں رونما ہونے والے بعض ناگفتہ بہ حالات کے علاوہ خلیفہ ربوہ کے عدالتی بیانات سے سخت متنفر ہوئے۔ اور لاہوری گروہ میں شامل ہو گئے۔

ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب نے مرزائیت کا طوق گلے سے اتار کر ایک توبہ نامہ شائع کیا۔ جو پچاس صفحات

پر مشتمل ہے جس میں مرزا محمود احمد کے تحقیقاتی عدالت میں بیانات پر جرح کی ہے۔ لاہوری فریق کے ایک سرگرم رکن ملک الٰہی بخش صاحب ۱۹ سی سٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی نے ان ہی دنوں میں ایک کتاب "نبوۃ خلیفہ ربوہ کے عدالتی بیان پر تبصرہ" نامی شائع کی۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اور کتاب "نبوۃ کی کہانی خلیفہ ربوہ کی زبانی" کا بھی.... راقم الحروف نے مطالعہ کیا ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۹ تا صفحہ ۵۱ پر مرزا محمود کے عدالتی بیانات پر زبردست تنقید کی ہے۔ محمد صالح نور صاحب نے بھی ایک کتاب "مسیح موعود کے دعویٰ کی حقیقت" لکھی ہے۔ جو ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۸۱ پر مرزا محمود کے عدالتی بیانات کا تعاقب کیا ہے۔ محمد صالح نور صاحب اس کتاب کے صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں: "ذیل میں تفصیل کے ساتھ یہ امر واضح کیا جاتا ہے کہ جماعت ربوہ کے سربراہ نے ابتدا میں جن عقائد کو جنم دیا۔ اور خلافت کی عمارت کے لیے جن عقائد کو بنیادی پتھروں کا مقام دیا تھا کس طرح ... ان کے گلے کا ہار بن گئے۔ تو ان سے پیچھا چھڑانے کے لیے اپنے تمام سابقہ عقائد سے دستبرداری کا اعلان کرنا پڑا۔ اور عدالت کے رو برو عقائد میں تبدیلی کی۔"

سوال از عدالت ①

کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب

"جی نہیں" (دعویٰ کی حقیقت صفحہ ۲، پیغام صلح ۲۶ اپریل ۶۰)

سابقہ عقیدہ

(۱) "کس کا دل گردہ ہے جو یہ کہے کہ مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان نہیں"

SHAMSI

For

CANVAS

&

TENTS

SHAMSI CLOTH
AND GENERAL MILLS LTD.

(KARACHI PAKISTAN)

HEAD OFFICE:
3 Idris Chambers,
Talpur Road,
Karachi-2.
Phones: 221941 - 239081
Grams: "Canvas" Karachi.
Telex: 24646 SOHAB

MILLS:
A-30, Sind Industrial
Trading Estates
Manghopir Road,
Karachi-16
Phones: 290412 - 290144

(الفضل ۲ مئی ۱۹۱۴ء، پیغام صلح ۲۹ اپریل ۱۹۱۴ء)

(ب) "جب نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزوِ ایمان ہوا"
(الفضل ۷ مئی ۱۹۱۴ء)

سوال از عدالت ۲

کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بنیادی ہیں؟

جواب "وہ اختلافات بنیادی نہیں بلکہ فروعی ہیں"
(مجاہد کبیر صفحہ ۲۹۴)

سابقہ عقیدہ

"احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بنیادی نہیں"
(الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

سوال از عدالت ۳

جو نبی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیا جو اس کو نہ ماننے والا اگلے جہان میں سزا کا مستوجب ہوگا؟

جواب "اس کو ہم گنہگار سمجھتے ہیں۔ مگر اس کو سزا دینا یا نہ دینا خدا کا کام ہے"

سابقہ عقیدہ

لیکن اس سے پہلے "آئینہ صداقت" کے صفحہ ۳۵ پر کہتے ہیں "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے اُن کا نام بھی نہیں سنا۔ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

سوال از عدالت ۴

آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے کہ جو شخص نیک نیتی کے ساتھ مرزا غلام احمد صاحب کو نہیں مانتا وہ پھر بھی مسلمان رہتا ہے۔ کیا شروع سے آپ کا یہی نظریہ ہے؟

جواب "جی ہاں"

سوال از عدالت ۵

کیا مرزا صاحب اصطلاحی معنوں میں نبی تھے؟

جواب "میں نبی کی کوئی اصطلاحی تعریف نہیں جانتا"

سابقہ عقیدہ

لیکن اس سے پہلے "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۱۸۰ پر کہا "شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ حقیقی معنوں میں نبی تھے"

سوال از عدالت ۶

اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی پر واجبی غور کرنے کے بعد دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ آپ کا دعویٰ غلط تھا۔ تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہتا ہے؟

جواب جی ہاں۔ عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔

سابقہ عقیدہ

ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"
(کلمۃ الفصل صفحہ ۲۱)

سوال از عدالت

(۷) کیا مرزا غلام احمد کے درجہ کا کوئی شخص آئندہ آ سکتا ہے؟

جواب

"اس کا امکان ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا یا نہیں۔

سابقہ عقیدہ

لیکن پہلے "انوار خلافت" کے صفحہ ۶۵ پر لکھ دیا گر میری گردن پر تلوار بھی رکھ دی جائے تو میں کہوں گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سوال از عدالت

(۸) کیا آپ مرزا غلام احمد کو ان مامورین میں شمار کرتے ہیں جن کا ماننا مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے؟

جواب

"کوئی شخص جو مرزا غلام احمد صاحب پر ایمان نہیں لاتا۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار نہیں دیا جاتا"

سابقہ عقیدہ

اس بیان کے خلاف ۳۰ برس تک یہ عقیدہ رہا کہ

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ کے مندرجہ بالا جواب پر تفصیل سے بحث ہوئی۔ اور تحقیقاتی کمیشن جس نتیجہ پر پہنچا۔ وہ تحقیقاتی عدالت کی اردو رپورٹ کے صفحہ ۱۹۹ پر اس طرح درج ہے۔

"در حقیقت یہ مسئلہ صرف ایک سوال پر محدود ہو جاتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد نے کبھی ایسی وحی کے مورد ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو وحی نبوت کہلا سکتی ہو۔ احمدیوں نے اور ان کے موجودہ امام نے بڑے غور و خوض کے بعد ہمارے سامنے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحی نبوت کے برابر قرار نہیں دیا۔ اور مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا"

تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر درج ہے "اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ موقف ظاہر کیا ہے۔ کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں۔ یہ ہرگز ہمیں مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

خلیفہ ربوہ کے اس بیان پر چیف جسٹس محمد منیر رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر ہی اپنا فیصلہ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں کہ "لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ اعلانات دیکھے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان کی کوئی تعبیر اس کے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

غیر مرزائی کی نمازِ جنازہ

غیر مرزائی کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق مرزا محمود احمد نے پہلے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ

"غیر احمدی تو مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن

اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں۔ کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو اُن کا جنازہ پڑھتے ہیں"

(انوار خلافت صفحہ ۹۳)

لیکن تحقیقاتی عدالت میں خلیفہ ربوہ نے جو جواب دیا وہ تحقیقاتی عدالت کی اردو رپورٹ کے صفحہ ۲۱۲ پر اس طرح درج ہے۔

"نماز جنازہ کے متعلق احمدیوں نے ہمارے سامنے بالآخر یہ موقف اختیار کیا کہ مرزا غلام احمد صاحب کا ایک فتویٰ حال ہی میں دستیاب ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے احمدیوں کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ مسلمانوں کی نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جو مرزا صاحب کے مکفر اور مکذب نہ ہوں۔ لیکن اس کے بعد بھی معاملہ وہیں کا وہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اس فتویٰ کا ضروری مفہوم یہی ہے۔ کہ اس مرحوم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ جو مرزا صاحب کو نہ مانتا ہو۔ لہٰذا یہ فتویٰ موجود طرز عمل ہی کی تائید و تصدیق کرتا ہے"

تلاش گمشدہ

محمد ارشد طاہر عرف بٹو ولدیت محمد اشرف طاہر عمر ۱۵ سال متعلم جماعت دہم عرصہ دو ماہ سے لاپتہ ہے رنگ گندمی قد درمیانہ

براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں

پتہ :- مکان نمبر ۲۰۳/۸ جہال روڈ ساہیوال

خالص اور سفید ـــــــ صاف و شفاف

شکر (چینی)

باوانی شوگر ملز لمیٹڈ

پتہ

حبیب اسکوائر ایم اے جناح روڈ (بندر روڈ) کراچی

ملۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

جگہ
ایسی جہاں آپ رہنا پسند کریں

فلیٹ
ایسے جو آپ کی فیملی کو پوری آسائش فراہم کریں

ہم
بہترین محل وقوع پر اعلیٰ معیاری اور دلکش
رہائشی منصوبے
وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں
ہمارے تجربات سے فائدہ اٹھائیے۔

ہماری پیشکش منفرد کیوں؟ ہماری منصوبہ بندی صرف اور صرف کے ڈی اے کی مستند اور منظور شدہ اسکیموں پر مشتمل ہوتی ہے جس میں کسی قسم کا خدشہ نہیں۔

تفصیلات کیلئے رجوع کریں
ہٹس اینڈ ہومز لمیٹڈ
HUTS & HOMES LTD.
سچائی اور معیاری تعمیر کا نشان
ممتاز منزل۔ نزد جین اسکوائر، گلشن اقبال مین یونیورسٹی روڈ کراچی۔ فون: 461718-461719
MASS

عالمِ اسلام کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

خطیب جامع مسجد تحصیل بٹگرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی ثم الصلوٰۃ علی النبی

الہاشمی ؛ اما بعد :-

عید آ گئی خدا کی عنایت لئے ہوئے
انعام صوم از رہ شفقت لئے ہوئے
صد شکر ذوالجلال کہ نکلا ہلال عید
سامانِ صد مسرت و برکت لئے ہوئے

عید کے لغوی معنی لوٹنے کے ہیں - چونکہ اس دن اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں پر احسان و انعام ہوتے ہیں - روزہ اور تراویح کی اہم ذمہ داریوں سے فراغت پر خوشی ہوتی ہے - روحانی اور جسمانی عیش و نشاط ہوتی ہے - سعید روحیں اللہ جل جلالہٗ کی جمال سے مستفید ہوتی ہیں اس لئے اس روز کو "عید" کا نام دیا گیا - اس سلسلے میں شامی کہتے ہیں - "سمّی بہ لان للہ فیہ عوائد الاحسان و یعود با السرور غالبا" یعنی اس روز کا نام عید اس لئے رکھا گیا ہے - کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر انعام مکرر ہوتا ہے - اور اس لئے بھی کہ یہ روز اکثر خوشی اور انبساط کے ساتھ رجوع کرتا ہے - ایک شاعر کہتا ہے -

عید و عید و عید صرن مجتمعہ
وجہ الحبیب ویوم العید والجمعہ

فطر اسم مصدر ہے ابتداء اور اختراع کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - اسی سے ہے فاطر السموات والارض - اس کے معنی شق اور توڑنے کے بھی ہیں - یقال فطرتہ فانفطر (میں نے اس کو چیرا پس وہ چر گیا) سیف فطار اس تلوار کو کہا جاتا ہے - جس میں دندانے ہوں - عنترہ اپنی تلوار کے متعلق کہتا ہے -

و سیفی کا العقیقۃ فھو معی
سلاحی لا افل ولا فطارا

میری تلوار صفائی اور سختی میں عقیق کی مانند ہے - میری تلوار ایسی تلوار ہے کہ نہ تو کند ہے اور نہ دندانوں والی ہے -

انسان کی طبیعت چونکہ فطری طور پر اجتماع کی طرف راغب رہتی ہے - تمدن کو پسند کرتی ہے - اس لئے اسلام نے اس فطری تقاضہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اہل اسلام کے لئے دو اجتماعات مقرر کئے - ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ -

دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں - ان میں سے ہر ایک کے ہاں خوشی اور مسرت کے اظہار کے لئے سال بھر میں کچھ دن مخصوص ہوتے ہیں - ہر ایک قوم اپنی روایت اور طور طریقہ کے مطابق ان مخصوص دنوں میں خوشی مناتی ہے - کھیلتی کودتی ہے - اچھلتی پھلتی ہے - حتیٰ کہ جو چاہتی ہے - کرتی ہے - جبکہ اسلام میں عید کا تصور اس سے بالکل مختلف ہے - اسلامی اجتماعات کی خوبی یہ ہے - کہ ان میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت عام دنوں کے مقابلہ میں زیادہ اور بہت زیادہ ہوتی ہے -

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے - تو آپؐ نے دیکھا کہ لوگ دو یوم کھیل کود میں گذارتے ہیں - دریافت فرمایا کہ یہ کھیل کود کا کیا طریقہ ہے - لوگوں نے جواباً عرض کیا - کہ یہ دو دن بطور جشن منائے جاتے ہیں - آپ نے یہ سن کر عیدین کے متعلق ارشاد فرمایا - چنانچہ ابو داؤد کی روایت ہے -

"عن انسؓ قال قدم رسول اللہ ﷺ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ المدینۃ ولھم یومان تشریف لائے - تو دیکھا کہ

یلعبون فیہما فقال ما وہاں کے لوگوں نے سال بھر
ھذان الیومان قالوا میں دو دن کھیلنے کے لئے
کنا نلعب فیہما فی الجاہلیۃ مخصوص کئے ہیں۔ آپؐ نے
فقال رسول اللہ صلی اللہ دریافت فرمایا کہ تم لوگوں نے
علیہ وسلم ان اللہ قد یہ دو دن کیسے مقرر کئے ہیں؟
ابدلکم بہما خیرا منہما انہوں نے کہا۔ کہ ان دو دنوں
یوم الاضحیٰ ویوم میں ہم دور جاہلیت میں
الفطر کھیلا کرتے تھے۔ آپؐ نے
(رواہ ابوداود) فرمایا۔ کہ اللہ جل جلالہٗ نے
ان کے عوض تمہارے لئے اور دو دن مقرر فرما دئے ہیں۔
جو ان سے بدرجہا افضل اور اشرف ہیں۔ یعنی یوم عیدالفطر
اور یوم عید الاضحیٰ۔

معلوم ہوا کہ یہ دونوں دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے عنایت کردہ ہیں۔ اور اس لئے ان دونوں دنوں کا تقاضہ یہ ہے کہ ان میں ایسے اعمال کئے جائیں جن سے رب العالمین کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل ہوتی ہو۔

عیدالفطر کی فضیلت

عیدالفطر کی فضیلت کا اندازہ درج ذیل حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔

عن انسؓ انہ اذا کان حضرت انسؓ سے مروی ہے۔
یوم العید باھی اللہ تعالیٰ کہ جب عید کا دن ہوتا ہے
بعبادہ الصائمین ملائکتہ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں
قال یا ملائکتی ماجزاء کے سامنے اپنے روزہ دار
اجیر وفی عملہ قالوا بندوں پر فخر کرتا ہے۔ اور
ربنا جزاؤہ ان یوفی فرماتے ہیں۔ میرے فرشتو!
اجرہ قال یا ملائکتی ایسے مزدور کی کیا جزا ہے۔
ماجزاء عبیدی وامائی جس نے اپنا کام پورا کر دیا
قضوا فریضتی علیہم ہو۔ فرشتے عرض کرتے
ثم خرجوا یعجون الی ہیں الٰہ العالمین اس کی
الدعاء، وعزتی وجلالی جزا یہی ہے کہ اس کو
وکرمی وعلوی وارتفاع اس کا اجر پورا پورا دیا جائے
مکانی لاجیبنہم فیقول پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے
ارجعوا قد غفرت لکم ہیں میرے فرشتو! میرے ان
وبدلت سیاٰتکم غلاموں اور لونڈیوں کی کیا
حسنات فقال فیرجعون جزا ہے۔ جنہوں نے اپنی
مغفورا۔" ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی
(رواہ البیہقی) انجام دیا۔ پھر عید کی نماز
کے لئے نکلے اور گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قسم ہے اپنی عزت و جلال، کرم، علوشان اور بلند درجہ کی کہ میں نے ان کی دعا قبول کی۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ چلے جاؤ ہم نے تم کو بخش دیا۔ چنانچہ یہ لوگ بخشے بخشائے چلے جاتے ہیں۔

ایک اور طویل حدیث میں حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب عیدالفطر کی رات ہوتی ہے۔ تو آسمانوں پر اس کا تذکرہ "لیلۃ الجائزہ" (انعام والی رات) کے نام سے کیا جاتا ہے۔ جب عید کی صبح ہوتی ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں۔ وہ زمین پر اتر کر تمام گلیوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں، اور ایسی آواز سے جس کو جن و انس کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے۔ یوں پکارتے ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اس رب کریم کی درگاہ کی طرف چلو۔ جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف چلتے ہیں۔ تو رب العالمین فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں۔ اس مزدور کا کیا صلہ ہے۔ جو اپنا کام پورا کر چکا ہو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ ہمارے معبود، ہمارے مالک، اس کا بدلہ یہی ہے۔ کہ اس کی مزدوری اس کو دے دی جائے۔ اس پر حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں۔ میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اپنے بندوں کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی۔ پھر بندوں سے

باقی صفحہ ۱۰ پر

ملت اسلامیہ کا پہلا اور اکلوتا ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

چند گذارشات

حکومت فوری توجہ دے

محمد سعید الرحمٰن علوی ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

خدام الدین کا مقصد الدین النصیحۃ ہے۔ اس لئے وہ روایتی سیاست بازی سے بالاتر رہ کر سفید کو اور سیاہ کو سیاہ کہنا اپنا فرض قرار دیتا ہے۔

اسی نیت سے اس وقت چند گذارشات پیش خدمت ہیں تاکہ حکومت فوری توجہ کر سکے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے ۲۰ مئی کو ملک بھر میں یوم احتجاج کی اپیل کی تاکہ مجلس کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی کے مطالبہ کو ملک گیر تحریک کا رنگ دیا جا سکے۔ اسی ضمن میں مجلس نے لاہور کی مرکزی شاہراہ پر واقع مسجد شہداء میں ۱۹ اور ۲۰ کو دو دن کا جلسہ کیا۔ جس کی صدارت مجلس کے امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب نے کی۔ گو کہ اس میں بعض مقررین کے لب و لہجہ سے ہمیں اختلاف ہے۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی ہم مجلس کے مشن کو ہر مسلمان کا مشن سمجھتے اور ہر اعتبار سے اس کی تائید اپنا دینی فرض قرار دیتے ہیں۔ مجلس نے مجبور ہو کر ۱۷ جون کو سیالکوٹ چلو مہم کا اعلان کیا۔ تاکہ مبلغ موصوف کے شہر میں فدایان ختم نبوت و رسالت کا اجتماع عظیم اس مطالبہ کی اہمیت غافل و مدہوش حکومت پر واضح کر سکے۔ اس مہم میں اپنی بھرپور تائید کے ساتھ ساتھ ہم مجلس کے ارباب حل و عقد سے درخواست کریں گے۔ کہ وہ حضرت امیر شریعت اور ان کے رفقائے گرامی کی آرزوؤں اور امنگوں کے مطابق مجلس کو وقتی سیاسی ہنگاموں سے الگ رکھ کر چلیں تاکہ پوری امت مسلمہ اس مہم و مطالبہ میں ان کی ہم زبان ہو سکے۔ اور سرکار حکومت سے ہم درخواست کریں گے کہ وہ ایک غریب و غیور مبلغ ختم نبوت کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے ورنہ بڑی مجبور قسم لوگوں کا دشت تشدد۔ اسلم قریشی تک پہنچ سکتا ہے ان سے کوئی بڑا ایوان بھی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ صدر مملکت نے بعینہٖ طور پر گوجرانوالہ کے دورہ میں ... ایک وفد کو کہا کہ میں مرزائیوں کو سمندر میں پھینک دوں۔ ... تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ ہمارا ایسا کوئی مطالبہ نہیں۔ ہمیں ان کی بات منظور ہے کہ ان دم رسیدہ سگان ... کو ان کے دائرہ میں رکھنا تو آپ کا فرض ہے اور آپ جانتے ہیں کہ فرض کی ادائیگی کتنی ضروری ہے؟ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ ادائیگی فرض سے کوتاہی برتنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔ فدایان ختم نبوت کو آپ پیشہ ور سیاستدانوں جیسا نہ سمجھیں یہ لوگ صحابہ علیہم الرضوان کی اتباع میں اپنے خون سے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری گذارشات سے آپ اثر لیں گے ورنہ یاد رکھیں

اگر موج اٹھی تو ڈوبو گے سارے
نہ تم ہی بچو گے نہ ساتھی تمہارے!

اسی ضمن میں ہم اس چھوٹی کا بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں جو بینکوں کو جاری کی گئی جس میں مرزائیوں کو احمدی مسلم کہہ کر زکوٰۃ سے چھوٹ کی اجازت دی گئی ہے۔ احمدی مسلم کی بیہودہ اصطلاح کسی ایسے کوڑھ مغز کے ذہن کی عکاس ہے۔ جو شرم و حیا سے عاری اور خوف آخرت کے احساس سے قطعاً محروم ہے ربوائی اور لاہوری ہر دو گروپ شرعاً اخلاقاً اور قانوناً غیر مسلم ہیں۔ ان کے معاملہ میں اس طرح کی مداہنت وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں عرف عام میں ... کہا جاتا ہے۔ ان سیاہ بخت اور بد باطن لوگوں کا محاسبہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر ہمیں سوچنا پڑے گا کہ جن کے دور اقتدار میں ایسا ہو رہا ہے وہ خود کون ہیں!

مجلس شوریٰ کے معزز رکن مولانا محمد مالک ... ایک اخباری بیان میں بجا طور پر کہا ہے کہ ان مرتدین کو غیر مسلم عناصر سے زکوٰۃ کیسی؟ ان سے تو جزیہ لیا جانا ضروری ہے اور شیعہ کے بعد زکوٰۃ کے معاملہ میں یہ دوسری زبردست غلطی ہے جو حکومتی بزرجمہروں نے کی۔ انہیں فی الفور اس کا مداوا کرنا چاہیئے۔

بشکریہ خدام الدین لاہور

ملۃ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ـــ ختم نبوت

فیمس ماربل انڈسٹری

ملاگوری، پنک نوشہرہ، پمپو خاں، بلیک زیبرا
اونیکس گرین اور ہر سائز کے ماربل ٹائیلز اور کچھے
ٹیبل ٹاپ اور کچن اسٹیپ وغیرہ

فیمس ماربل انڈسٹری کنٹریکٹر اینڈ آرڈر سپلائرز

اینڈ فکسر۔ جی ۔۵۔ا پاک کالونی منگھو پیر روڈ کراچی نمبر۱۶۔ پاکستان، فون ۲۹۰۳۹۳

سازِ شکستہ

عشق ہی میں آ کے وعدوں کا نبھانا آ گیا
اور ان کی بے وفائیوں کو بھلانا آ گیا

آج اُن کی بے نیازی کی وجہ سے مجھ کو بھی
بے بسی سے بے کسی پر مسکرانا آ گیا

کتنی معصومی تھی اُس چہرے پہ جسکو دیکھ کر
مثل آئینہ مجھے نظریں جھکانا آ گیا

بے رُخی گر ان کی عادت ہے تو یہ عادت سہی
ہم کو جب اس رُخ کا اپنے دل میں لانا آ گیا

آتش فرقت میں، میں تنہا نہیں ہوں مبتلا
بلبل بے تاب کو نغمہ سنانا آ گیا

کیا عجب مستی ہے اس جامِ شراب سرخ میں
جس کے پینے سے مجھے سب کچھ بتانا آ گیا

رات چشتی کی خمار آلود آنکھیں دیکھ کر
ناز سے اُن کو بھی اپنا سر جھکانا آ گیا

علی اصغر چشتی صابری

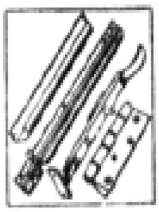

alcop المونیم کمپنی آف پاکستان (انڈسٹریز) لمیٹڈ

سیلز آفس : میریٹ روڈ ۔ کراچی ۲ ۔ فون : ۲۲۱۴۲۸ ۔ ۲۲۴۳۸۸۵

ریجنل آفس : ۵ ۔ رحیم پلازہ ۔ ۱۱۲ ۔ مری روڈ ۔ راولپنڈی ۔ فون : ۶۳۹۲۱

Telex : 25713 ALCOP PK

AC-7-82 design

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ۔ ختم نبوت

بقیہ :- اداریہ

ہوئی تھی ۔ سخاوت میں ہمارا ہمسر کوئی نہیں تھا ۔ اور شجاعت کے ہم سراپا پیکر تھے ۔ اُس وقت ہمارے لئے یہ دن جشن کا دن تھا ۔ خوشی اور عشرت کا دن تھا ۔ اب ہم دوسروں کے محتاج ہو چکے ہیں ۔ ہمارے پاس نہ وہ طاقت ہے جس کے بل بوتے پر ہم آگے بڑھتے تھے ۔ نہ وہ قوت ہے ۔ جس سے ہم غیروں کو زیر کرتے تھے ۔ محکوم ، مغلوب اور محتاج ہو کر جشن منانا کہاں کی عقل ہے ۔ کہاں کا انصاف ہے!
جس بلب کی روشنی کو ہم دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں ۔ اس کا بٹن ہمارے گھر میں نہیں ۔ غیروں کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ جب چاہیں اسے آن رکھیں اور جب چاہیں آف کر دیں ۔ ایسی غیر یقینی لائیٹ میں ہم کس طرح بے فکر ہو کر کام کر سکتے ہیں ۔ اور آگے بڑھ سکتے ہیں ۔
آج ہم عید منائیں تو کس طرح منائیں ۔ شتیلہ اور صابرہ کے لاش ہمارے سامنے پڑے ہوئے ہیں ۔ ان لاشوں سے ٹپکتا ہوا خون ہمیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے ۔ کہ خدارا ایک نظر ادھر بھی ڈالیئے یہ کیا ہو رہا ہے ۔ اور تم کیا کر رہے ہو ۔ ایسے تو بہت ہوئے ہوں گے ۔ لیکن بیروت کے ایسے جیسے المیے اس بوڑھے آسمان نے بھی بہت کم دیکھے ہوں گے ۔ آسام کی لاشیں ہماری اُس دیرینہ غیرت کے اب تک منتظر ہیں ۔ شاید انہیں معلوم نہیں کہ ہم اب وہ غیرت کھو چکے ہیں ۔ جو غیرت ایک مظلوم عورت کی آواز پر جاگ اٹھتی تھی ۔ اب دنیا بھر کی فریاد پر ٹس سے مس تک نہیں ہوتی ۔ افسوس ہم لٹ چکے ہیں ۔ لیکن اس لٹ جانے کا احساس ہمیں نہیں ۔ ہمارا قافلہ تتر بتر ہو چکا ہے ۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ۔ ہم منزل مقصود کی طرف بڑھ جانے کی بجائے الٹے سمت بڑھ رہے ہیں ۔ ہمیں اس کا خیال نہیں ۔

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

ہم اُس پیاسے مسافر کی طرح ہیں جس نے دُور سے چمکتا ہوا سراب دیکھا اُسے پانی سمجھ کر آگے بڑھا ، پر پیاسے کا پیاسا رہ گیا ۔ ہم غرق شدہ جہاز کی تختی پر بچے ہوئے اس مسافر کی مانند ہیں ۔ جس نے دُور سے سمندر کی طوفانی لہروں میں بہت بڑا نہنگ دیکھ کر اُسے امدادی جہاز سمجھا ۔ قریب ہوا تو وہ اسے ہڑپ کرنے کے لئے آ رہا تھا ۔ اس کی زندگی بچانے کے لئے نہیں ...... عید کا دن جسطرح ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن تھا ۔ فرحت و سرور کا دن تھا ۔ خوشی اور مسرت کا دن تھا ۔ اُسی طرح ہمارے لئے اب یہ دن ماتم اور غم کا دن ہے ۔ سوچیئے اور خوب سوچیئے اس دنیا میں ہماری حیثیت کیا تھی اور اب کیا ہے ۔ اپنے گریبان میں سر جھانک کر دیکھئے ۔ اور خوب دیکھئے ۔ وہ عظمت اور عزت جو ہماری ہی میراث تھی اب کس کے ہاتھ میں ہے ۔ وہ شان و شوکت جو ہمیں حاصل تھی اب کس کو حاصل ہے ۔ جو تاج ہمارے سر پر رکھا گیا تھا ۔ اور جس کی خوشی میں شوال کے پہلے دن ہم عید مناتے تھے ۔ وہ تاج اب کس کے سر پر ہے ۔ وہ چراغ جس نے ہمیں اندھیر والے اور تاریکیوں سے نکالا اب اگر جل رہا ہے تو کہاں جل رہا ہے ۔
کاش ہم اپنے ماضی کو دیکھیں ...... کاش ...... ہم اپنے حال کو دیکھیں ...... کاش ...... ہم اپنے مستقبل کو سوچیں ...... اور پھر ...... عید منائیں ۔

بقیہ :- عید الفطر

اور مکروہات سے کنارہ کریں تمام بدعات و منکرات سے بچیں ۔ جو لوگ ایام عید میں رات دن لہو و لعب اور طرح طرح کے بے جا امور میں مشغول رہتے ہیں ۔ وہ مذکورہ فضائل اور انعامات سے محروم رہتے ہیں ۔ یہ درحقیقت بڑا ہی خسارہ اور نقصان ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے ۔

و صلی اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ...

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

یاد رکھیے

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ایک غیر سیاسی، مذہبی تنظیم ہے۔ اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سدباب کے لئے اندرون و بیرون ملک سرگرم عمل ہے۔ حال ہی میں مجلس کا ایک وفد برطانیہ اسپین دورہ کر کے وطن واپس آیا۔

اس تنظیم کے زیر انتظام ملک بھر میں مساجد و دینی مدارس چل رہے ہیں۔ ● مذہبی لٹریچر کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔ ● ملک بھر میں دفاتر قائم ہیں اور ان میں تربیت یافتہ مبلغین متعین ہیں۔

لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور صدقہ فطر کے ذریعہ مجلس کے بیت المال کو مضبوط کریں تاکہ مجلس اپنے کام کو آگے بڑھا سکے۔

ربوہ کی تعمیرات میں بھی حصہ لیجیے

ربوہ ــ مسلم کالونی میں ایک عظیم الشان بخاری مسجد اور دارالعلوم ختم نبوت زیر تعمیر ہے۔ اس کفر گڑھ میں اہل اسلام کے مرکز کو جلد از جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کی مالی امداد کی ضرورت ہے۔ زکوٰۃ، عطیات، صدقات اور تعمیر مساجد فنڈ وصول کیے جاتے ہیں۔ رقوم جمع کرانے کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمادیں۔

● دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی، جامع مسجد باب الرحمت، ٹرسٹ پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی
● دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ ملتان۔

کراچی میں الائیڈ بنک آف پاکستان کھوڑی گارڈن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۵۹، میں بھی جمع کروا سکتے ہیں۔

ابو الخلیل خان محمد صاحب
امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب
ناظم نشر و اشاعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان